پرندوں، چوپایوں، کیڑوں، مکوڑوں اور تمام حیوانوں کے افعال واعمال میں اللہ تعالیٰ کو دخل نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے:

والله خلقكم وما تعملون (الصافات:٩٦) اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم جانتے ہو۔

ألم يرو إلى الطير مسخرات فى جوالسمآء مايمسكهن إلا الله (النحل:٧٩) کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمان میں کس طرح مسخر ہیں؟ اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے۔

انیسواں عقیدہ یہ کہ حق تعالیٰ کو دیکھا جاسکتا ہے اور مومنین آخرت میں اس کے دیدار سے شرف یاب ہوں گے اور کافر ومنافق اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ اہل سنت کا موقف یہی ہے۔ شیعہ میں مجسمہ کے علاوہ سب متفق الخیال ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہیں دکھ سکتا۔ ان کا یہ عقیدہ قرآن کے صریح خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة (القيامة:٢٣-٢٢) اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

كلا إنهم عن ربهم يومئذلمحجوبون (المطففين:٢٥) ہرگز نہیں اس دن وہ اپنے رب کو نہیں دیکھ سکیں گے اس کے علاوہ اور بھی آیات میں جن میں وضاحت کی گئی ہے کہ اہل ایمان دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔ (دیکھئے آل عمران آیت:٧٧)

شیعہ رویت الٰہی سے انکار میں کوئی دلیل نہیں پیش کرتے۔ سوائے یہ کہ اس کو بروئے عقل بعید جانتے ہیں۔ جہاں تک لا تدركه الأبصار کا سوال ہے تو اس سے نفی ادراک مراد ہے نہ کہ نفی رؤیت اور ادراک اور چیز ہے اور رؤیت دوسری چیز ہے۔ اس کے علاوہ رویت عام وعادت اور رؤیت مطلق میں فرق ہے۔ اہل تشیع اس کو ملحوظ نہیں رکھتے۔

☆☆☆

دانشواری (١٢)

دین، دعوت دین اور علم دین شہرت اور ناموری کے حصول کے لئے نہیں ہیں۔ یہ اس لئے ہوتے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ ہے:

عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله عزوجل لا يتعلمه إلا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة" (ابوداؤد ٣٦٦٤)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسا علم سیکھے جس سے اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے وہ اسے محض اس لئے سیکھتا ہے کہ اس سے متاع دنیا حاصل کرے، قیامت کے دن اسے جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔

مشکل یہ ہے کہ نائک صاحب نے یہ علم سیکھا ہی نہیں ہے۔ بس اس علم میں صرف منہ مارتے ہیں اور غرہ یہ ہے کہ علماء سے بڑھ کر عالم ہیں اور سب کو علم میں ہرادیں گے۔ ان کے آفس میں کام کرنے والوں کی شہادت کے مطابق وہ علماء کو بے نقط سناتے اور کوستے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک علی الاطلاق سارے علماء غلط کار ہیں جبکہ خود علماء کے علمی ٹکڑوں پر پلتے ہیں، ان کی علمی جھود پر بزم خطابت سجائے ہوئے ہیں، ان کا پڑھایا ہوا آموختہ سناتے ہیں اور بڑی محنت سے رٹ کر چھ مہینے میں ایک سبق یاد کرتے ہیں۔

بے علمی کے باوجود دنیاداری کا وہ مظاہرہ اور دنیا طلبی وہ للک کی اللہ کی پناہ۔ ایک طرف خیرات کے پیسوں کی ریل پیل ہے پھر بھی چندے کے لیے اتنی آواز لگائی جاتی ہے کہ گلا سوکھا جارہا ہے۔ سارے خیرات کے پیسے ذاتی خزانے میں جاتے ہیں اور سستی شہرت کے لئے وہ اسراف وتبذیر کہ ایسا لگتا ہے جیسے بگڑے ہوئے شہزادے ہیں۔ ان سب کے باوجود عالم یہ ہے کہ جیسے ایک ایک سانس کی قیمت وصول کرلی جائے گی اور ایک ایک حرف پڑھانے کے بدلے سونا تولا لیا جائے گا۔ یہ قبیح اور بھیانک دنیاداری ہے جو دعوت اور تعلیم کو تجارت بنا کر کی جاتی ہے۔

اس کا اطلاق ان تمام پیشہ ورمقرروں پر ہے اوران تمام سیٹھوں پر بھی ہے جو علم دین کو دنیا طلبی کے لئے استعمال کرتے ہیں اوراپنی شان بگھاڑنے کے لئے جہالت اور جہلاء کی پیداوار میں اضافہ کرتے ہیں اورعلم دین کی توہین کرتے ہیں۔

علم دین کے غلط استعمال پر وعید رسول ملاحظہ کیجئے۔

عن كعب بن مالك رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "من طلب العلم ليجارى به العلماء أو يمارى به السفهاء ويصرف به وجوه الناس إليه أدخله الله النار" (صحيح ترمذى:٢٨٠٥)

کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا ہے: جوشخص علم حاصل کرتا ہے تا کہ اس سے علماء سے ریس لگائے یا اس کے ذریعہ بے وقوفوں سے جھگڑا کرے اورلوگوں کے چہروں کواپنی طرف پھیرے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

بلاعلم حاصل کئے علماء کے علمی ٹکڑوں پر پلنا اورٹائی چڑھائے اکڑے ہوئے علمی کمانڈر بنے عوام اور بھولی بھالی پبلک سے انگلیوں کے اشارے سے اونھ کرتے ہوئے بھوکے انسان کی طرح سوال طلب کرنا اور ناحق اوٹ پٹانگ جواب دنیا یہ سب کیا تماشے ہیں۔ آدمی کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے۔ علم دین انسان کے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اگرانسان اس کا مستحق نہیں بن سکا تو کیا ضروری ہے کہ عالم بننے کا ناٹک کرے اورعوام پر اپنا علمی رعب جھاڑے۔ دنیا میں اور بھی بہت سے نیکی کے کام ہیں۔ آدمی جسے کرسکتا ہے اسے کرے۔

یہ تحذیرات تمام مسلمانوں کے لیے ہیں۔ جو بھی مظاہرۂ علم کے فتنے میں پڑے اوراسے لڑائی جھگڑے اورمناظرہ بازی کا موضوع بنائے اور بلاوجہ تبختر کا شکار رہے یہ قطعاً کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا ہے اوراس پر یہ حدیث لاگو ہوسکتی ہے۔

انسان عالم بننے کا مظاہرہ کرکے عالم نہیں بن سکتا۔ عالم بننے کے لئے اسے علوم اسلامیہ کو پڑھنا پڑے گا۔ یہی حال جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا تھا جو درس قرآن کے نام پر بے لگام بولتے تھے۔ اصول ومنہج اورضابطوں کے بغیر اقوال رجال افکار انسانی پیش کرتے تھے اور

اورعربوں کو گالی دیتے تھے کہ وہ سب سے زیادہ بزدل ہیں اور وحدۃ الوجود تک کے قائل تھے۔ علی گڑھ میں تین چار سال قبل تشریف لائے تو گاندھی ازم اور خمینی ازم پیش کررہے تھے۔ ان حضرات نے اسلام کو کھلی کھیتی سمجھ رکھا ہے کہ جو چاہے اس میں منہ مارے۔ انسان کو اپنی ذوقیات صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا چاہیے اس کی تبلیغ نہیں کرنی چاہیے نہ بلاوجہ علمی مظاہرہ کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے:

"إنكم فى زمان كثير علماء ه قليل خطباء ه. من ترك عشر ما يعرف فقد هوى، ويأتى من بعد زمان كثير خطباء ه قليل علماء ه، من استمسك بعشر ما يعرف فقد نجا" (الصحيحة:٢٥١٠)

بے شک تم ایسے زمانے میں ہو جس کے علماء زیادہ ہیں اور خطباء کم ہیں، آدمی جتنا جانتا ہے اگراس کا دسواں حصہ چھوڑ دے تو گمراہ ہوجائے گا۔ اور بعد میں ایسا زمانہ آئے گا جس کے خطباء زیادہ ہوں گے علماء کم ہوں گے، آدمی جتنا جانتا ہوگا اگراس کا دسواں حصہ تھام لے گا تو نجات پاجائے گا۔

تقریروں کی کثرت علامت خیرنہیں ہے، روگ کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دوراخیر میں خطباء کی کثرت ہوگی اور علماء کی قلت ہوگی۔ اس علامت کو بتانے کے بعد رسول پاک نے اس کا نتیجہ بھی واضح فرمادیا یعنی علم کی قلت ہوجائے گی۔ علماء کی قلت علم کی قلت کا لازمی نتیجہ ہے اور ایسی خراب حالت میں جب علم وعلماء کی قدروقیمت کم ہوجائے، علم دین کی اہمیت نہ رہ جائے، کم علم خطباء کی مانگ بڑھ جائے، علم سیکھنے کا رجحان کم ہوجائے اور تقریریں سننے کا رجحان زیادہ ہو، ایسی صورت میں رسول گرامی ﷺ نے اپنی امت پر یہ مہربانی فرمائی اسے خراب دور میں حاصل علم کے دس فیصد پر عمل کو نجات کا باعث قراردیا۔

اس کے برعکس زمن خیر میں جب علم کا چرچا عام تھا تو جانکاری کے دسویں حصہ کو چھوڑنے پر گمراہی طے تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ جب خطباء کو اہمیت ملنی لگے اور علماء خطباء کے خدام بن جائیں

اور بے علم خطباء کو تقریریں تیار کر کے دیں اور انھیں تقریریں رٹائیں تو علم کی بے وقعتی ہوتی ہے، علم سمٹتا ہے، علماء سمٹتے ہیں، جہل پھیلتا ہے اور جہلاء کی حیثیت بڑھتی ہے۔

اسلام میں نہ خطابت مذموم ہے، نہ خطباء مذموم ہیں۔ خطابت اور خطباء کی مذمت اس خاص حالت میں ہے جب علمی توازن بگڑ جائے اور لوگوں کی ذہنیت بگڑ جائے ، علم وعلماء کے مقابلے میں کم فہم کم علم خطباء کو زیادہ اہمیت دی جانے لگے اور خطباء کی ایک ایسی پہچان بن جائے کہ پیشہ وری ان پر غالب آجائے، انھیں اس فن کو، دین کو فروغ دینے کے لئے استعمال کرنے کی توفیق نہ ملے بلکہ اسے جیب وشکم بھرنے، دنیا کمانے کے لئے استعمال کریں۔

لازم ہے کہ خطابت کو خطباء فروغ دین کے لئے استعمال کریں لیکن اگر ایسا ماحول بنائیں یا بن جائے کہ علمی توازن بگڑ جائے اور خطابت وخطباء کو علم اور علماء پر ترجیح دیا جانے لگے تو یہ بھی علامت خیر نہیں ہے۔ امت اسلامیہ کے اوپر لازم ہے کہ اس علمی توازن کو بگڑنے سے بچائے تاکہ مسلم معاشرے میں علم وعلماء کی اہمیت قائم رہے علم کا چرچا ہوتا رہے اور علماء کی قدر ومنزلت برقرار رہے۔

خطابت سے انسان علم نہیں سیکھ سکتا ہے۔ خطابت سے زیادہ سے زیادہ ہمت وحوصلے کو بڑھایا جاسکتا ہے اور جوش وشوق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ خطابت حالات اور سامعین کو دیکھ کر کی جاتی ہے۔ اس میں انسان سلیکٹیو اور جزوی ہوتا ہے اور علم وجوبی شمولی اور نتیجہ خیز شے ہے۔ دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر انسان خطابت ہی پر انحصار کرنے لگے، تعلیم وتعلم کی طرف توجہ نہ دے تو اس کے اندر سطحیت اور محدودیت پیدا ہوجائے گی۔

اور آج کے خطباء اور خطابت کی بات کریں تو مصیبتوں کا قصہ دراز اور طویل کہانی ہے۔ ان کا المیہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا اور ان پیشہ ور خطباء نے امت کے خصائص اور خوبیوں کے محل میں سیندھ لگا دیا ہے۔ آج کے پیشہ ور خطباء بازاری صفت ہیں، ان کی عادات واطوار بازاری ہیں۔ اور طوائفوں کی طرح ہر رات کی فیس متعین کر چکے ہیں اور بازاری ذہن کے جاہل نما علماء اور اثریاء ایسے ننگ علم وعلماء کے پیچھے گھوم کر علم وعلماء کی توہین کے مجرم ہیں۔

ذاکر نائک صاحب کا فرنچائز کیا گل کھلا رہا ہے وہ کم دردناک نہیں ہے۔ انہوں نے خطابت کا بھونپو لگالیا ہے اور ٹی وی پر آکر تقریر کرتے ہیں۔ ہیئت غیر ثقہ، لب ولہجہ غیر علمی، حدیث اور آیت کو صحیح طور پر پڑھ نہیں سکتے، اردو لہجہ کوئی انگلش لہجہ ہندوستانی، علم کرائے کا مگر ٹی وی کے حوالے سے کیا آئے کہ جیسے عوام اور کم فہم علماء کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر اتر آئے ہیں اور وحی الٰہی کی تلاوت کررہے ہیں۔ عوام میں ایسا شور ہنگامہ جیسے مہدی کا ظہور ہوگیا ہے۔ اندازہ لگایئے نشہ اور مستی کا۔ ایسا لگتا ہے جیسے پیس ٹی وی آنے، ذاکر نائک کے جلوہ افروز ہونے اور آسمان میڈیا سے برآمد ہونے کے بعد سارے ادارے منسوخ، سارا علم منسوخ اور سارے علماء منسوخ۔ اب امت کو جو کچھ ملے گا نائک صاحب سے ملے گا اور وہ جو کچھ فرمائیں گے وہی مستند ہوگا۔ اور ان کو بھی اتنا غرہ ہے کہ سب کو زیرو سمجھتے ہیں یہی طوفان بلا ہے۔

ان کے ادارے سے وابستہ ایک چوزے نے جس کی ابھی آنکھیں نہیں کھلی تھیں اور علم وبصیرت کی دنیا میں ابھی داخلہ بھی نہیں لیا تھا، فرمارہا تھا اور میرے گنہگار کان سن رہے تھے۔ جماعت اہل حدیث پورے ہندوستان میں کیا کررہی ہے؟ کچھ بھی نہیں اور ذاکر نائک صاحب نے دنیا میں تہلکا مچادیا ہے، یہ مارا یہ اکھاڑا۔ لیکن اگر قرآنی اصولوں کی طرف اس کا دھیان جاتا ''وفی أنفسكم أفلا تبصرون'' پڑھتا تو وہ یہ ایمان افروز باتیں نہ فرماتا۔ جماعت نے اس کے اوپر آٹھ دس سال خرچ کیا، عالم بنایا۔ وہ اس لائق ہوا کہ ذاکر صاحب کو سبق پڑھا سکے مگر نائک صاحب نے اسے چگنے کے لئے چند دانہ کیا دیا کہ اپنے وجود کا انکار کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ یہ ہے فتنہ اور علم اور علماء کے وجود کا انکار اور جہل کے پھیلنے کے لئے راہ ہموار کرنا۔ کل بزم خطابت اہل حدیث علماء، اہل حدیث اہل سرمایہ، اہل حدیث سامعین اور اہل حدیث کارکنوں اور پروٹکشن سے سجی ہے اور بذات خود زیرو۔ اس پر طرہ یہ ہے جماعت کیا کرتی ہے؟ جماعت بہت بھولی ہے، جاہلوں کو عالم، داعی اور خطیب بناتی ہے اور اپنے علماء کو جاہل بناتی ہے۔

قابل غور ہے کہ علم دین کی کتنی اہمیت ہے، اس کے حصول کا کتنا ثواب ہے اور اس کی کتنی کڑی شرط ہے؟ مذکورہ احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جس نے علم دین سیکھ لیا ہے لیکن وہ

اخلاص سے خالی ہے اور علم دین کو تجارت بنا رکھا ہے اسے جنت کی خوشبو بھی نہ ملے گی۔ اور جس نے علم دین سیکھا ہی نہیں محض کرایے کے لوگوں سے دعوت دین کا کام چلاتا ہے اور تمام شروط وقیود کو نظر انداز کر کے منہ زوری اور مشینی کرتب سے عالم وداعی ومدعی بن رہا ہے اور اپنا اسٹیٹ بنا رہا ہے اس کے بارے میں حدیث کا فرمان کیا ہوگا قابل غور ہے۔

☆ دعوت ایک نظریاتی ولسانی مسئلہ نہیں ہے، دعوت ابنیائی مشن ہے۔ تقریر کر کے پردہ فرما لینے کا نام دعوت نہیں ہے۔ میڈیائی دعوت دعوت کا ایک معمولی حصہ ہے۔ اس سے فقط سلیکٹیو موضوع پر عوام کی صلاحیت کے مطابق انفارمیشن دیا جا سکتا ہے اور بالکل سلیکٹیو اور چوزی بن کر۔ دعوت کے لئے یہ بالکل ناکافی ہے۔ اگر انفارمیشن اور آگاہی دینا ہی دعوت کے لئے کافی ہوتا تو پھر انبیاء کو مشقت اٹھانے، طعنے سننے، گالی سننے اور مار کھانے کی ضرورت کیا تھی؟ اس سے آگے انھیں ہجرت کرنی پڑی جہاد کرنا پڑا اور ہمہ آن مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ اگر میڈیائی دعوت کے دعووں کو مان لیا جائے تو آسان طریقہ ہوتا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بھیجتا اور وہ ساری دنیا کو پیغام الٰہی پڑھ کر سنا دیتے اتنا کافی تھا کام ختم، لیکن نہیں پیغام الٰہی رسولوں پر اترا اور ان سے مطالبہ ہوا۔ اس پر پہلے عمل کریں، اپنے پیروکار کو اس کے مطابق علما وعملا ڈھالیں، ان کے دل ودماغ کردار وسلوک میں انھیں پیوست کریں اور اذہان وقلوب میں جو علامتیں ہیں ان کو نکال کر تقوی کا تزکیہ کریں۔

دعوت دین کو علم، اخلاص، اطاعت، اجتماعی شعور، حسن عمل، ایمان صحیح، تناصح، صبر وتحمل اور اعلی اخلاق مطلوب ہے۔ اگر دعوت کے ان تقاضوں اور شرائط کو پورا نہ کیا جائے تو ساری تگ ودو محض چیخ وپکار اور بزم آرائی ہے اور بس۔ اگر دعوت کے پیچھے علم نہیں ہے، اخلاص نہیں ہے، طاعت اور اجتماعی شعور نہیں، حسن عمل، حسن کردار اور صحیح ایمان نہیں ہے، خوف الٰہی، صبر وتوکل، تواضع وانکساری نہیں ہے تو سارا دعوتی عمل محض پھیپھڑے اور حنجرے کی ورزش ہے کم از کم علم ہو اور اس کے ساتھ وقار، ہیبت، سکینت، نصح وخیر خواہی ہو اگر یہ بھی نہیں ہے تو دعوت نہیں ہے فقط ہوس پرستی ہے۔ اگر دعوت میں اعلان حق اور رد باطل نہیں ہے تبری اور باطل سے اعلان برأت نہیں ہے

تو یہ دعوت نہیں ہے، گونگا پن ہے۔

دعوت کے اصول، اساس اور منہج ہیں۔ اصول واساس میں ایمانیات، عقائد اور عبادات آتے ہیں۔ پھر حقوق ومعاملات اور حلال وحرام آتے ہیں اور ان سب کا بیس ایمان باللہ ہے۔ ایمان باللہ اور اخص الخاص طور پر توحید الوہیت کے گرد سارا دین گھومتا ہے جس میں دو جزء ہیں نفی واثبات: معبود برحق صرف اللہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ معبود برحق صرف اللہ ہے۔ حکومت، سیاست، عبادات، حقوق ومعاملات، معیشت ومعاشرت کل کا محور معبود برحق کی عبادت ہے۔ عبادت ہر شے میں ہر کام میں، ہر فرد پر لاگو ہے۔ حکومت اس کے احکام کے مطابق چلے عبادت ہے۔ سیاست اس کے فرمان کے مطابق ہو عبادت ہے۔ قلوب کے اندر تقوی، اخلاص، توکل، خوف، تواضع، خشیت الٰہی عبادت ہے۔ افکار وخیالات دین کے مطابق ہوں عبادت ہے۔

دعوت کی یہ اساس اور یہ شروط ایسے ہیں جو جگ ظاہر ہیں، ان پر کسی تدلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ذاکر نائک کی دعوت بلا اساس۔ بلا تکمیل شرائط اور بلا منہج ہے۔ شرائط کی تکمیل کی انھیں ضرورت نہیں اس لئے کہ تقریر کرنے کے بعد تین پردوں کے پیچھے عزت مآب پردہ فرما لیتے ہیں۔ ان کی دعوت کا کل حاصل ہے اعلان واطلاع۔ اس کے لئے نہ خلا ملاء کی ضرورت ہے، نہ سماج میں آنے کی ضرورت ہے، نہ تربیت اور تزکیہ کی ضرورت ہے۔ نہ عمل اور اخلاص کے ثبوت کی ضرورت ہے۔ ان کی دعوت لسانی ہے اور ابلاغ ہے اور بس۔ اس دعوت میں ان کو ڈالر کی تھپیاں ملتی ہیں اور تعریف وثنا کے ان کے لیے پل باندھے جاتے ہیں۔ اس میں نہ مقصدیت ہے، نہ نسل اسلامی تیار کرنی ہے۔ تقریر کی اور اسے یاروں سے کیش کرایا بس۔ دنیا میں اس سے زیادہ آسان، منفعت بخش اور عزت وتکریم والا کام کیا ہوگا؟ یہ تو بیچارے علماء کی قسمت ہے کہ رات دن پڑھائیں لکھائیں، فرد اور معاشرہ تیار کریں، تزکیہ وتربیت کریں، امامت کریں، درس دیں، خطبہ دیں، نکاح پڑھائیں، باطل سے لڑیں، قوم کو جوڑیں، نئی نسل کو شکوک وشبہات سے بچائیں، شرک وبدعت کی تباہی سے لوگوں کو بچائیں، ان کے اندر رہ کر اخلاص اور حسن سیرت کا عملی ثبوت دیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور عزت سے جینے کے لئے کفاف حیات

بھی نہ پائیں۔ اور اوپر سے ذاکر صاحب بھی انھیں گالیاں دیں اور جن چوزوں کو پڑھا لکھا کر I.R.F. میں ذاکر نائکی کو سبق یاد کرانے اور پڑھانے بھیجا ہے وہ بھی نائکی دانا چگنے کے بعد ان کو گالی دیں اور ان کی نفی کریں۔

اور جب دعوت اتنی آسان ہے تو پھر اساسیات کی ضرورت کہاں؟ ہندوستان میں ٹی وی کے حوالے سے یہ داعی اعظم صرف سیکولر تبلیغ کر سکتے ہیں، شرک کی تردید نہیں کر سکتے، کفر کو رد نہیں کر سکتے، عقائد کو نہیں چھیڑ سکتے، توحید الوہیت کا حق ادا نہیں کر سکتے، فرق باطلہ کے خلاف نہیں بول سکتے، تقلید اور تصوف کے خلاف نہیں بول سکتے۔ قبر پرستی کے خلاف نہیں بول سکتے، اتباع سنت کا حق ادا نہیں کر سکتے، شیعی اوہام وخرافات کے خلاف نہیں بول سکتے۔ منکرین حدیث اور مشککین حدیث کے خلاف نہیں بول سکتے، باطل فقہی آراء کے خلاف نہیں بول سکتے۔ پیس ٹی وی سے جناب اتنا ہی تبلیغ کر سکتے ہیں جتنا ای ٹی وی اور ذی سلام سے تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ ہاں صرف اتنا فرق ہے کہ ای ٹی وی پر بریلوی اسلام، دیوبندی اسلام، شیعہ اسلام سب پیش ہو سکتے ہیں، پیس ٹی وی پر ابھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جس طرح رجحان بنتا جا رہا ہے اور جس طرح اس سال سیاسی اسلام اور صوفی اسلام کو پیس ٹی وی پر ترجیح حاصل تھی اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ دھیرے دھیرے محور کھسک رہا ہے اور جناب تبلیغ حق کے بجائے مارکٹ کی تلاش میں ہیں۔ انھیں دولت، شہرت اور مقبولیت حق کے مقابلے میں زیادہ پیاری ہے اور صحیح بات یہ ہے جس شخص کا کوئی علمی و دینی بیس نہ ہو وہ کرایے کے علم پر چلے اور مقصد ذاتی اسٹیٹ بنانا ہو تو اسے کیا حاجت ہے کہ حق کی تلاش کرے، اسے بھیڑ اور انبوہ چاہیے۔ برصغیر کے تصوف کدے اور قبوریت زدہ ماحول میں یہ تنکے کیا ٹھہریں گے جن کو ہوس ہے مال جمع کرنے کا۔ یہ توحید پرستاران اہل حدیث کا جگر ہے کہ گھر جلا کر راہ حق کو منور رکھتے ہیں اور رکھیں گے یہ دیا کے دن کا ہے، شروع دن سے اس کے دیا میں مانگے کا روغن اور مانگے کا اجالا ہے۔

یہ سعودی عرب، مصر اور بلاد عرب نہیں ہے کہ ٹی وی سے بھی کھل کر حق بات کہہ لی جائے۔ جناب نے یزید رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اور سارا شیعہ، بریلوی، دیوبندی ہندوستانی ان کے خلاف

اڈ پڑا تھا۔ وہ تو کہیے وہابیوں نے ان کو بچایا اور ان کا کانٹا ہٹایا، ورنہ سارا کس بل نکلا جا رہا تھا اور جناب کی ساری اکڑ ختم تھی، معافی مانگتے بنی۔ داعی اعظم ایک معمولی بات کہہ کر ایسے پھنسے کی توبہ بھلی۔

وہابیو ذرا تم بھی اندازہ لگاؤ اور ذاکر میاں بھی سوچیں کہ اس آتشکدہ تعصب وتحزب میں کیسے اہل حدیث دعوت حق دینے میں کامیاب ہوئے اور کیسے سب کا مقابلہ کیا اور ثبات قدمی کا ثبوت دیا اور دے رہے ہیں۔ ڈیڑھ سو سال قبل کل مسلم ہندوستان شیعہ، قبر پرست، تصوف پرست تھا اور جب اللہ و رسول کی بات کی گئی تو صوفیاء اور علماء کے حوالوں سے بات کرنے والے اہل حدیث جیالوں پر پل پڑے اور ان کو ستانے کے لیے جو کچھ کر سکتے تھے بلا جھجھک اور بلا شرم کر گذرے۔ لیکن یہ خانماں برباد اپنے موقف سے ایک انچ نہ ہٹے، ڈٹے رہے اور آخر ان کی کوششوں سے آج پورے برصغیر میں اندازا سات کروڑ توحید پرست ہیں اور ان کے اثرات سے دیوبندیت کا پودا لگا۔

دعوت کھیل اور تجارت نہیں ہے، نہ ہر آواز کے زیر و بم کا حساب لگانا ہے۔ جن کے پاس استقامت اور ثبات اتنا بھی نہیں ہے کہ یزید کو رضی اللہ عنہ کہہ کر ٹک سکیں جبکہ اسے رضی اللہ عنہ کہنا دین کے کس درجے میں نہیں ہے تو عزائم کو یہ کیسے کہہ سکیں گے اور کیسے ٹک سکیں گے اور ان کی تبلیغ سے کسی خیر کی امید کر لی جائے۔

جب ان کے لئے شرائط تبلیغ پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا میدان سیکولر تبلیغ کرنے کا ہے اور نہ اساسیات دین کی ضرورت ہے کہ انھیں کہنے کی ان کے پاس گنجائش ہی نہیں ہے تو پھر ان کو منہج کی ضرورت بھی نہیں ہے، نہ اسے سمجھنے کی ان کے پاس قابلیت ہے۔ جن بیچاروں کو ''سیکولر آیات'' اور ''سیکولر احادیث'' کو پیش کرنے کے سوا کسی شے کی گنجائش نہیں ہے تو ان کو قطعا اس کی ضرورت نہیں ہے کہ منہج کو جانیں۔

ان کو منہج سے دو وجہ سے نفرت ہے۔ ان کی دعوت کو کسی منہج کی ضرورت ہی نہیں کہ چند محبوب اور پسندیدہ باتیں کرنی ہیں۔ ایسی بات انھیں کرنی ہی نہیں ہے جس سے مسلم ہندوستان

کے کسی یونٹ کو اچھانہ لگے ۔ایسی صورت میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انھیں منہج کی ضرورت نہیں ہے۔

منہج سے انھیں نفرت اس لیے بھی ہے کہ انھیں حق کا ٹھپہ نہیں لگانا ہے، انھیں اپنی تقریر کی مارکیٹ بڑھانی ہے ۔اس لیے انھیں اہل حدیث لفظ سے چڑ ہے اوراس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اوراہل حدیث کے بجائے صحیح اہل الحدیث ہیں، پکے حنفی ہیں، پکے شافعی ہیں، پکے مالکی ہیں ، پکے حنبلی ہیں۔ ذاکر صاحب آدمی نہ ہوئے خربوزہ ہوگئے۔ جس طرح خربوزہ خربوزے کودیکھ کررنگ پکڑتا ہےاسی طرح یہ بھی مارکیٹ کا رنگ دیکھ کررنگ پکڑتے ہیں اورسیکولر دعوت وتبلیغ کے نام پر انھیں قبر پرستی، تصوف کی ساری کفریہ باتیں، اعتزال، ارجاء، جہمیت ، قدریت، جبریت، خارجیت، تشیع اورانکارحدیث سب گوارااورقبول ہے۔

یادرہے لازمی ہے کہ اگرانسان منہج سلف نہیں اختیار کرتا یا اسلامی منہجیت تسلیم نہیں کرتا تواسے لامحالہ تاریخ اسلام میں نموپذیرتمام زیغ وضلال کوقبول کرنا پڑے گا۔بغیرمنہج اسلامی کو مانے وہ ان سے بچ ہی نہیں سکتا۔اور ذاکر نائک جیسے بچکانا فکروخیال کے لوگ ان سے کیا بچیں گے اورانھیں پتہ کیا کہ یہ سارے فتنے کیسے درآتے ہیں۔

حق کا ٹھپہ لگنے سے ایسا ڈرطاری ہے کہ اس سے بچنے کے لئے کہاجاتا ہے مسلم کہو۔اہل حدیث کہوگے تواس سے نقص ایمان کا خطرہ ہے۔ بے چاروں کوخبرنہیں مسلم نام کا ٹائٹل نہ منافقین سے چھینا جاسکتا ہے، نہ شیعہ سے، نہ فرق باطلہ سے، نہ قبر پرستوں سے ،نہ وحدۃ الوجودیوں سے۔کیاحق پرستوں کواتنا کمزورسمجھ لیاجائے کہ انھیں حق کے باغیوں سے الگ ہونے کی اجازت نہ ہواورانھیں حق کی شناخت کے لئے ایک عنوان اورنام نہ ملے۔ مارکیٹ کی تلاش کے لئے سوسو بہانے۔رسول پاک کے زمانے میں منافقین ایمان کادعوی کرتے تھے۔حکم ہوا''قــــل تؤمنوا ولكن قولوا أسلمنا '' کہوتم ایمان نہیں لائے اس کے برعکس کہوہم اسلام لائے ہیں۔اللہ تعالی نے ان کے ایمان لانے کی نفی کی ان کے اسلام لانے کی نفی نہیں کی ۔ اسلام ظاہری دکھلاوے کا بھی ہوسکتا ہے اوراسے قانونی حدتک تسلیم بھی کرنا پڑتا ہے۔مگرایمان کے

پیچھے صداقت اورسچائی چاہیے۔یہی ہماراکیس ہے۔مسلمان سب ہیں منافق بھی شیعہ بھی لیکن اس کے بعدخصوصی نام ہیں قرآن وحدیث میں درجنوں نام۔نیزعلماء کے طے کردہ نام بھی ہیں۔ نام اگرصحیح ہےتواس میں مضائقہ نہیں ہے۔امتیازی نام کے پیچھے حق ہوتا ہے۔اہل حدیث نام سے بہتر اختصاصی نام ہے ہی نہیں۔اس سے رسول سے نسبت جڑی ہےاورراہ اتباع طے ہوتی ہے۔اس نام سے چڑناحق سے چڑنا ہے۔

ذاکرنائک صاحب کو یہ خوش فہمی ہے کہ انہوں نے ٹی وی چینل کھول رکھا ہےلہٰذاسب کے اوپرواجب ہے کہ وضوکیے، مصلی بچھائے ان کی تقریر سنتے رہیں یا تطوعا لوگ وضوکیے مصلی بچھائے ان کی تقریر سنتے رہتے ہیں۔اورملٹی ملین کے حساب سےاپنے سامعین کا حساب رکھتے ہیں۔جناب سے گذارش ہے ذراریژن اختیار کیا کریں گے۔پورے ملک میں کتنے فیصد لوگ ٹی وی کے مالک ہیں؟ پھر یہ کہ سیکڑوں ٹی وی چینل ہیں۔پھرانسان کی اپنی پسند ہے۔اکثرلوگ فلم، رقص اورگانے کے شوقین ہیں۔پھرٹی وی سیریز ہے، کیوٹی وی ہے،ای ٹی وی اردواورزی سلام اردو ہےاوردیگرٹی وی پروگرام ہیں۔اس بھیڑمیں کتنے سنجیدہ ٹی وی ویور ہیں جوآپ کو دیکھتے ہیں۔پھرمسلکی تفاوت ہے۔شیعہ، بریلوی اوردیوبندی اپنے لوگوں کوتلقین کرتے ہیں کہ پیس ٹی وی نہ سنیں، نہ دیکھیں۔یہ طبقے عموما اپنے علماء کے احکام سنتے ہیں اورتعصب اتنا ہے کہ مسلکی تفاوت مسلم کمیونٹی میں سب سے بڑافیکٹر ہے۔کم ہی لوگ ان تعصّبات اورحزبیت کے دائروں سے باہرآتے ہیں کہ کسی باہری آوازکوسنیں۔یاپھرتماشا گیرہوتے ہیں صرف ٹی وی کا مزہ لینے کے لئے۔بس لے دے کے بے وقوف وہابی ہیں جو ہرایک کی سننے کو تیار رہتے ہیں۔ جناب کو وہابیوں کی مفت میں مارکیٹ مل گئی ہے،اس پراترائے پھرتے ہیں اوراستنکاف کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں بے وقوف اہل حدیث ان سےاس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ذاکراہل حدیث نہیں۔ذاکر جیسے ہزاروں کےاہل حدیث ہونے یانہ ہونے سے جماعت اہل حدیث پرذرہ برابر فرق نہ پڑے گااوررہ گئی میڈیائی دعوت توہمارےعلماءاورعوام کواپنی وقعت سمجھنی چاہیے۔پورے ملک میں اہل حدیث مساجد میں ایک جمعہ کے خطبے پیس ٹی وی کی بیس سال کی کارکردگی پربھاری

ہیں۔کمیت، کیفیت، تنوع، منہجیت، ہم گیری ہر اعتبار سے۔بس فرق یہ ہے کہ ہمارے علماء عالم کی حیثیت سے انکسار اور تواضع کے لباس میں آتے ہیں اور پیس ٹی وی پر کبھی لوگ سیاروں میں سوار ہوکر آتے ہیں اور کبھی انڈوں میں بیٹھ کر آتے ہیں اور ایسے شان وشوکت سے جلوہ افروز ہوتے ہیں کہ سامعین اور مشاہدین دنگ رہ جاتے ہیں کہ یہ اڑن کھٹولوں میں پریاں آرہی ہیں کہ شہزادے نمودار ہورہے ہیں یا یہ الف لیلوی داستان ہیں یا سند آباد کے تاجر اور زائر ہیں۔او ریادرہے خطبوں میں قریبا سو فیصد مسلم حاضری ہوتی ہے اور اور سنجیدہ حاضری اور الکٹرانک میڈیا سے دعوت وتبلیغ ہوا میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔

یادرہے آواز سنادینے اور شکل دکھلا دینے سے انسان تیس مارخاں نہیں بن سکتا۔آواز اور شکل اس وقت ننگوں اور بدقماشوں کی لوگ زیادہ سنتے دیکھتے ہیں۔طوائفوں سے ہزار گنا بدتر ہیروئنوں کی آواز اور شکل کا دیوانہ ایک جہان ہے۔بھیڑ ان کو دیکھنے کے لئے زیادہ امڈتی ہے۔ ایک گویے اور شاعر کو سننے کے لیے بڑے بڑے خطباء اور مقررین کو لوگ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، نہ بھیڑ کا اعتبار ہے نہ کثرت سامعین کا۔سمیہ گراؤنڈ میں ذاکر نائک کی تقریر ہو اور وہیں قریب اگر ایک محفل مشاعرہ سج جائے تو سامعین کی بھیڑ انھیں چھوڑ کر بھاگ جائے گی۔اور اگر بدقسمتی سے کٹرینا کیف کے ٹھمکے کی خبر لگ جائے تو سارے من چلے بھاگ لیں گے۔ پتہ ہے پورے برصغیر میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک پوری قوم نے جھوم کر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو سنا ہے اور وہ اتنے مخلص تھے کہ اس شہرت کے باوجود انہوں نے کبھی یہ پسند نہیں کیا کہ اخبار میں سجیں، انٹرویو یا بیان دیں، مگر آج انھیں شاذونادر لوگ جانتے ہوں گے۔اس کے برعکس جو اصحاب افتاء، درس وتدریس، تزکیہ وتربیت تھے ان کا سلسلہ رشد وہدایت چلتا ہے اور آج بھی لوگ انھیں یادرکھتے ہیں۔ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

اسلام میں اصل اعتبار اصول، اساسیات اور منہج کا ہے، تزکیہ تعلیم وتربیت کا ہے۔انھیں پر امت کی بقا ہے اور نسلیں تیار ہوتی ہے اور جو ہر امت مخلص معتبر اور علماء ہیں جو امت کی قیادت کرتے ہیں۔

☆ میڈیا کی افادیت کا کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ہندوستان میں میڈیا سے جس قدر دعوت کا کام ہوسکتا ہے اس کا دائرہ انتہائی محدود ہے اور اس سے صرف جانکاری دی جاسکتی ہے۔ اس سے نہ تزکیہ ہوسکتا ہے، نہ تربیت ہوسکتی ہے، نہ ہندوستان کے موجودہ میڈیائی علماء میں سے کوئی اس لائق ہے کہ اس سے یہ کام بن سکے۔نہ اس کی گنجائش ہے۔نہ باہر کے آئے دانشوروں کی انگلش میں تقریریں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ سب زیادہ مفید ہوسکیں، نہ ذاکر نائک اس کے اہل ہیں کہ وہ دین کی مطلوبہ دعوت دے سکیں۔ایسی صورت میں جس محدود پیمانے پر بھاری رقم لگا کر دین کی خدمت ہوسکتی ہے اسے ہم سب کو تسلیم کرنا چاہیے بقیہ اس کے سوا جو کچھ عوام میں آؤ بھاؤ ہے یا آؤ بھاؤ دکھلایا جاتا ہے سب غلط ہے۔

ہماری منہجیت کا تقاضا ہے ’’اعط کل ذی حق حقہ ‘‘جس کا جتنا حق ہے حق دو۔میں نے بھی اپنے تجزیے میں ان کی جو حیثیت ہے اسے بتانے کی کوشش کی ہے۔کسی مبالغہ وغلو سے دین کا نقصان ہوتا ہے۔اصول، اساس اور منہج کی کمی کو کسی کی تعریف، اکڑ، مظاہرہ، اسٹیج کی روشنیاں الکٹرانک جلوے ان کا ادنی درجے میں بھی بدل نہیں ہوسکتے ہیں اور جو کم فہم ذاکر صاحب کو اور ان کے پورے الکٹرانک سسٹم کو دین کا درجہ دیں اور انھیں داعی اعظم، علامہ زماں سمجھیں وہ ایسا کر کے ذاکر کو برباد کریں گے، دین ودعوت کو نقصان پہچائیں گے اور اپنی عقل کو پھپھوند لگنے کے لئے چھوڑ دیں گے، جہل کو پھیلنے کی راہ دیں گے، علم کی راہ روکیں گے۔اللہ تعالیٰ سب کو حق کی توفیق دے اور دین کا خادم بنائے۔آمین۔

☆☆☆